اندرونی آرائش کا کمال

The Power of Interior Design

’’دیکھیں، مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ ہماری فیکلٹی کونسل، عملہ، ماہر تعمیرات اور اندرونی ڈیزائنر اس کے ذمہ دار ہے۔ زیادہ سے زیادہ آپ مجھے اس بات کا ذمہ دار ٹھہرا سکتے ہیں کہ میں نے ان کے ساتھ ہاں میں ہاں ملائی تا کہ داخلوں میں اضافہ کیا جا سکے،‘‘ آئی ایم پی کے ڈائریکٹر ڈاکٹر تشار پٹیل نے اپنے باقی پانچ اداروں کے ہم منصبوں سے کہا۔ جن میں سے ایک شخص اس بات پر تھوڑا ناراض تھا کہ آئی ایم پی نے او بی سی (دیگر پسماندہ طبقات) کوٹے کے تحت پی جی پی (پوسٹ گریجویٹ پروگرام) کی سیٹوں میں ۸۰ فیصد اضافہ پہلے ہی کر لیا تھا۔ آئی ایم پی ان چھ اداروں میں شامل تھا جنہیں تین سال دیے گئے تھے نشستوں میں ۵۴ فیصد اضافہ کرنے لیے، ۲۰۰۷ تک اس کو مکمل کرنے کو کہا گیا تھا۔ آئی ایم پی نے پہلے ہی سال میں مطلوبہ ۹۷ نشستوں میں سے ۸۰ فیصد اضافہ کر لیا تھا (۱۵ نشستوں کے بجائے پہلے سے ہی طے شدہ ۱۲ فیصد)، جبکہ دیگر اداروں نے صرف ۱۲ سے ۱۵ فیصد اضافہ کیا اور باقی اضافہ وہ اگلے دو سالوں میں کرنے والے تھے۔

ڈاکٹر پٹیل نے کہا’’ مارچ میں فیکلٹی کونسل کا اجلاس ہوا تھا تا کہ داخلوں میں اضافے کے مسئلے پر غور کیا جا سکے۔ میں تو ایسے اجلاس میں شرکت کے لیے بھی تیار نہیں تھا، لیکن کچھ بزرگ اراکین کے کہنے پر میں نے شرکت کی حامی بھر لی۔ تاہم میں نے دو چیزیں اُن پر واضح کر دی تھی۔ ایک یہ کہ بورڈ آف گورنرز کا یہ فیصلہ کہ اساتذہ کو کم از کم تین کورسز کے علاوہ دو اضافی پی جی پی کورسز پڑھانے پر اضافی معاوضہ دیا جائے گا، وہ تبھی نافذ ہو گا جب داخلوں میں اضافہ کیا جائے گا۔ اضافی معاوضے کا معاملہ میں نے خود بورڈ کی منظوری کے لیے اٹھایا کیونکہ فیکلٹی کی شدید کمی تھی اور بڑھتے ہوئے تدریسی بوجھ کو پورا کرنا مشکل ہو رہا تھا، خاص طور پر جب او بی سی کوٹے کے تحت داخلوں میں اضافہ ہونا تھا۔ دوسری بات یہ کہ مجھے کم از کم تین سے چار ماہ چاہیے تا کہ طلبہ کی بڑھتی ہوئی تعداد کے لیے بنیادی ڈھانچے کا انتظام کیا جا سکے۔‘‘ ’’میٹنگ ختم ہونے کے بعد،‘‘ انہوں نے مزید کہا، ’’فیکلٹی کونسل نے ۶۰ طلبہ کی ایک اضافی سیکشن شروع کرنے کا فیصلہ کیا، اور اگلے بورڈ اجلاس میں اس کی منظوری بھی حاصل کر لی جائے گئی۔‘‘

بعد میں کچھ دلچسپ پیش رفتیں ہوئیں۔ ایک یہ کہ سپریم کورٹ آف انڈیا نے ۹ اپریل کو او بی سی کوٹے کے مسئلے کو منظور کر لیا، لیکن کلکتہ ہائی کورٹ نے اس کے نفاذ پر رکنے کا حکم جاری کر دیا۔ مختلف اداروں کے ڈائریکٹرز نے آپس میں مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ چونکہ دیگر امیدواروں کے داخلے تاخیر کا شکار ہو رہے تھے، اس لیے منظوریاں پچھلے سال کی طرح (یعنی او بی سی کوٹے سے پہلے والے طریقے سے) بھیجی جائیں۔

کہیں کہیں ضرورت کے مطابق اعداد وشمار کی ترتیب نو دی گئی ہے۔

''ہمارے داخلہ چیئرمین نے اسی کے مطابق ۷۰۰ عام زمرے کے امیدواروں کو منظوری بھیجی اور اسی طرح ایس سی/ایس ٹی امیدواروں کو بھی۔ لیکن پچھلے سال کے ۱۴۰ داخلوں کے مقابلے میں اس بار ۱۹۰ امیدواروں نے منظوری قبول کر لی، جس کی وجہ 2008 کے فارغ ہوئے بیچ کی بہترین ملازمتیں تھیں،'' ڈاکٹر پٹیل نے کہا۔ اس کے علاوہ ۳ ڈاکٹریٹ طلبہ اور ۲ پی جی پی کے دوبارہ داخلہ لینے والے طلبہ بھی تھے۔ اس طرح کل ۲۳۵ نشستیں بھر گئی تھی، جن میں ایس سی اور ایس ٹی کے طلبہ بھی شامل تھے۔ کسی کی منظوری رد نہیں کی جاسکتی تھی۔ مئی 2008 کے آخر میں کلکتہ ہائی کورٹ نے بھی orderstay ختم کر دیا تھا۔ اب ہم ایک عجیب صورتحال میں پھنس گئے تھے۔ ۶۰ نشستوں کے اضافے کے باوجود او بی سی امیدواروں کے لیے صرف ۵ نشستیں باقی رہ گئی تھیں۔ ''ہمیں لگا کہ کوئی اس کو ہلکے میں نہیں لے گا۔ او بی سی کوٹے کے تحت ہم ایک پوری سیکشن بڑھا دی گی لیکن داخلہ صرف 5 او بی سی طلبہ کو ملا؟'' انہوں نے کہا۔

اس مسئلے کے حل کے لیے فوری طور پر فیکلٹی کونسل کا اجلاس بلایا گیا۔ اراکین نے داخلوں، سیکشن سائز اور کلاس روم کی گنجائش پر تفصیل سے غور کیا اور ہر نشست کا حساب لگایا گیا۔ آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ او بی سی طلبہ کے لیے مزید ۲۸ نشستیں بڑھائی جائیں، جس سے کل تعداد 33 ہوگئی۔ اس کے بعد بورڈ کا ہنگامی اجلاس بلایا گیا اور ۲۶۸ نشستوں کی منظوری دی گئی۔ اس طرح مجموعی طور پر ۸۸ نشستوں کا اضافہ کیا گیا۔

کچھ نامعلوم وجوہات کی بنا پر، اس منظوری کے بعد دیگر اداروں نے ویٹنگ لسٹ سے داخلے دینے شروع کر دیے، جس کے نتیجے میں تقریباً ۴۸ جنرل عام امیدوار کے طلبہ نے آئی ایم پی چھوڑ دیا۔ اس کے بعد آئی ایم پی کو او بی سی کی پوری فہرست استعمال کرنی پڑی اور اس نے ۷۰ او بی سی طلبہ کو داخلہ دیا، یوں تقریباً پورا ۲۷ فیصد کا کوٹہ پہلے ہی سال میں مکمل ہوگیا۔ کل نشستوں میں ۸۵ فیصد اضافے کی وجہ سے آئی ایم پی کو وزارت سے تقریباً ۸۵ فیصد زیادہ گرانٹ ملنے کی توقع تھی، جبکہ دیگر اداروں کو صرف ۶ سے ۱۰ فیصد کے مطابق گرانٹ ملی۔

''آپ نے تو کوئی جادو کی چھڑی استعمال کی ہوگی،'' کسی نے مذاق میں کہا۔ ''آپ نے اتنی بڑی تعداد کو کیسے سنبھالا جبکہ آپ خود کہتے ہیں کہ آپ کے ادارے کو وقت، کوشش اور وسائل کو بڑھانے کی ضرورت ہے؟''

ڈاکٹر پٹیل مسکراتے ہوئے بولے ''کوئی جادو نہیں، بلکہ انتظامی حکمت عملی۔ تھوڑی دوراندیشی، تھوڑی جدت، تھوڑی سماج کے لیے فکرمندی اور تھوڑی خوش قسمتی ان سب نے مل کر یہ کام کیا۔''

ڈاکٹر پٹیل نے بتایا کہ پہلے توسیع سے متعلق مسائل) جیسے کلاس رومز، ہاسٹلز، بنیادی ڈھانچے میں تاخیر اور فنڈز کی کمی(کو ماہرانہ

انداز میں حل کیا گیا۔ کلاس رومز کی جگہ کو دوبارہ ترتیب دیا گیا اور موجودہ وسائل کو مؤثر طریقے سے استعمال کیا گیا۔ اس سے 2005 میں طلبہ کی تعداد 180 تک بڑھانے میں مدد ملی۔

عارضی انتظامات کے لیے مختص فنڈز کو بھی مؤثر انداز میں استعمال کیا گیا تاکہ کلاس رومز کی جگہ میں اضافہ کیا جا سکے اور مختلف برسوں میں زیادہ طلبہ کو ایڈجسٹ کیا جا سکے۔

کیس رائٹر کے ایک سوال کے جواب میں، ڈاکٹر تشار پٹیل نے کہا:

''جب میں یہاں آیا تو ادارہ وزارت کی طلب پر ۲۰۰۲ میں ۶۰ طلبہ (ایک سیکشن) سے بڑھا کر ۲۰۰۳ میں ۱۲۰ طلبہ (دو سیکشن) کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ لیکن بد قسمتی سے دوسرے سیکشن کے لیے درکار فیز دوم کی تعمیر میں کافی تاخیر ہو گئی تھی۔ ۱۲۰ طلبہ کے لیے درکار دوسرا کلاس روم کمپلیکس (CRCII) صرف آدھا مکمل ہوا تھا۔ شادی شدہ طلبہ کے لیے ایک قیام گاہ موجود تھی، چونکہ کوئی شادی شدہ طالب علم نہیں تھا، اس لیے اس کے کچھ کمرے کبھی کبھار وزٹنگ فیکلٹی کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ تاہم زیادہ تر وزٹنگ فیکلٹی ہوٹلوں میں قیام کرتی تھی۔ ایک مہمان خانہ اور ایک اور شادی شدہ طلبہ کی قیام گاہ زیرِ تعمیر تھی۔ ادارہ مکمل طور پر حکومت پر منحصر تھا اور وزارت اور ادارے کے درمیان تعطل کے باعث فنڈز بھی نہیں آ رہے تھے۔ میں نے ماہر تعمیرات سے درخواست کی کہ وہ ۳۶ نشستوں والے کلاس رومز کو ۶۰ نشستوں اور ۶۰ نشستوں والے کلاس رومز کو ۸۰ سے ۹۰ نشستوں میں تبدیل کریں۔ انہوں نے از سرِ نو منصوبہ بندی کی اور ۶۰ اور ۸۰ نشستوں والے کمروں کا پلان پیش کیا۔ اس سے ہمیں تیزی سے آگے بڑھنے میں مدد ملی اور ۲۰۰۵ میں، جب ۱۲۰ طلبہ کی پہلی بیچ فارغ ہو رہی تھی، ہم نے پی جی پی میں داخلوں کو بڑھا کر ۱۸۰ کر دیا۔''

مارچ ۲۰۰۴ میں ۱۲۰ طلبہ کو ایڈجسٹ کرنے کے لیے عارضی کلاس رومز بنانے کے لیے مختص رقم کو بچا لیا گیا، کیونکہ CRCII کی تکمیل کو تیز کر کے اسے جولائی ۲۰۰۴ میں ہی مکمل کر لیا گیا، حالانکہ اسے جنوری ۲۰۰۵ تک مکمل ہونا تھا۔ CRCI میں پہلے سے دو ۶۰ نشستوں والے اور دو ۶۳ نشستوں والے کلاس روم موجود تھے، اس طرح ۶۰ سے زائد نشستوں والے کلاس رومز کی تعداد ۴ کے بجائے ۶ ہو گئی۔ ان میں سے دو کلاس رومز میں ۸۰ طلبہ تک بیٹھ سکتے تھے۔ اس طرح پہلے سال میں 280 طلبہ (2*80 + 2*60) کو ایڈجسٹ کرنا ممکن ہو گیا، جبکہ دوسرے سال کے طلبہ کے لیے دو ۶۰ اور دو ۶۳ نشستوں والے کلاس روم دستیاب تھے۔ دوپہر کے وقت تقریباً تمام کلاس رومز دوسرے سال کے طلبہ کے لیے دستیاب ہوتے تھے۔ باہر سے بڑی تعداد میں ماہر اساتذہ آتے تھے، جن کی پروازیں عموماً دوپہر میں پہنچتی تھیں۔ اس لیے دوسرے سال کے اختیاری کورسز کے لیے کلاس رومز کی یہ دستیابی بیرونی اساتذہ کی سہولت کے مطابق تھی۔ اس سے ایک ممکنہ شرمندہ کن صورتحال سے بھی بچاؤ ہوا، جو OBC کوٹے

کے طلبہ کے لیے نشستیں کم پڑنے کی صورت میں پیدا ہو سکتی تھی۔

۲۰۰۴ میں دوسرے سال کے ۱۲۰ طلبہ کے لیے عارضی انتظامات پر خرچ ہونے والی رقم کو شادی شدہ طلبہ کے دو قیام گاہ اور مہمان خانے کی تزئین و آرائش پر خرچ کیا گیا۔ دو انٹیریئر ڈیزائنرز مقرر کیے گئے ایک مہمان خانے کے لیے اور دوسرا شادی شدہ طلبہ کے دو قیام گاہ کو مزید دو مہمان خانے میں تبدیل کرنے کے لیے۔ ان کو نہایت خوبصورت ڈبل آکوپینسی مہمان خانے میں تبدیل کیا گیا، جس سے تینوں مہمان خانوں میں مجموعی طور پر ۴۸ بستروں کی سہولت فراہم ہوئی۔ ڈیزائن اتنا دلکش تھا کہ نہ صرف کم لاگت والے فیکلٹی ڈیولپمنٹ پروگرامز کے شرکاء نے اسے پسند کیا بلکہ ملازمت کے لیے آنے والے مہمان بھی شہر کے ہوٹلوں کے بجائے یہاں قیام کو ترجیح دینے لگے۔

''جب ہم نے داخلوں کو ۱۸۰ تک بڑھایا تو ہمیں مزید دو ہاسٹلز کی ضرورت پیش آئی۔ ہم نے ایک ہاسٹل ۶۰ سنگل آکوپینسی کمروں کے ساتھ اور دوسرا ۴۲ ڈبل آکوپینسی کمروں کے ساتھ بنانے کا منصوبہ بنایا، جو قدرے بڑے ہوں اور ان کے ساتھ باتھ روم بھی ہو۔ یہ ایک تجربہ تھا۔ ہم نے دیکھا تھا کہ پی جی پی کی قیام گاہ سال میں صرف نو ماہ استعمال ہوتی تھی اور تین ماہ خالی رہتی تھی۔ اس لیے ہم نے ۴۲ کمروں والے ہاسٹل کو گیسٹ ہاؤس کی طرح سجانے کا فیصلہ کیا تاکہ گرمیوں میں کم لاگت پر فیکلٹی ڈیولپمنٹ پروگرامز کے لیے بھی استعمال کیا جا سکے۔ اس کی سجاوٹ اتنی دلکش تھی کہ بورڈ نے آئندہ دو ہاسٹلز (۶۴ اور ۴۸ کمروں والے) کو بھی اسی طرز پر بنانے کی منظوری دے دی۔ پی جی پی طلبہ کو یہ اتنا پسند آیا کہ انہوں نے ادارے سے درخواست کی کہ انہیں سنگل آکوپینسی کے بجائے ڈبل آکوپینسی قیام گاہ استعمال کرنے دیا جائے۔ صرف انٹیریئر ڈیزائن کے ذریعے، ۲۰۰۹ تک ہم نے گرمیوں میں FDP/MDP کے شرکاء کے لیے بغیر کسی اضافی سول ورک کے ۲۱۲ اضافی نشستیں حاصل کر لیں (صرف ساز و سامان کی لاگت آئی)، اور ساتھ ہی پی جی پی طلبہ کو ایگزیکٹو طرز کی رہائش بھی فراہم کی۔ ڈبل آکوپینسی سے ۱۰۶ اضافی بستر دستیاب ہو گئے، جس سے ۸۵ مزید طلبہ کو داخلہ دینا ممکن ہوا، جبکہ OBC کوٹے کے تحت درکار بنیادی انفراسٹرکچر ابھی مکمل نہیں ہوا تھا۔''

''مجھے کبھی اندازہ نہیں تھا کہ انٹیریئر ڈیزائن کی اتنی طاقت ہو سکتی ہے، یا یہ کہ مسائل اور ماحولیاتی رکاوٹیں مواقع میں بدل سکتی ہیں۔ اس سے ہمیں تیزی سے ترقی کرنے میں مدد ملی۔ مزید یہ کہ جب ہم نے شادی شدہ طلبہ کے قیام گاہ کو مہمان خانے میں تبدیل کیا تو ہم سالانہ تقریباً ۳۰ لاکھ روپے کی بچت کرنے لگے، جو پہلے وزٹنگ فیکلٹی کے ہوٹل اور ٹرانسپورٹ پر خرچ ہوتے تھے۔ ایک سال کی بچت تقریباً ان کے ساز و سامان کی لاگت کے برابر ہے۔ اس سے ہمیں بغیر مکمل بنیادی ڈھانچے کے MDP/FDP پروگرامز چلانے میں بھی مدد ملی، اور تین سال کے اندر ہم FDPs میں قائدانہ مقام حاصل کرنے میں

کامیاب ہوگئے۔مزید برآں، ۸۵اضافی طلبہ کے داخلے سے (ہر ایک کی فیس ۳لاکھ روپے) ہمیں ۲۵۰لاکھ روپے کی آمدنی حاصل ہوئی (جو اگلے سال ۵۰۰لاکھ ہوسکتی تھی(، جبکہ اضافی خرچ صرف تقریباً ۱۰۰لاکھ روپے تھا۔اس سے اساتذہ کو گرمیوں میں زیادہ سے زیادہ MDP/FDP/ کانفرنسز منعقد کرنے کے لیے اضافی رہائش بھی میسر آئی۔اور سب سے بڑھ کر، ہم OBC کوٹے کے تحت مطلوبہ نشستوں میں اضافے کو صرف دوسرے سال میں ہی ۱۰فیصد سے زیادہ پورا کرنے میں کامیاب ہوگئےجو ہماری جگہ پر عام حالات میں ۷سے ۸سال لے سکتا تھا۔'' ڈاکٹر پاٹل نے کہا۔

سوال۱: آئی ایم پی کی اضافے کی شرح کتنی ہے؟ داخلوں میں اضافہ کیسے ہوا؟ کیا ترقی ایک ذاتی معاملہ ہے؟

سوال۲:حکمتِ عملی کی تشکیل (strtaegyformulation) اور اس کے نفاذ (implementation) کے عمل میں فرق واضح کریں۔کیا کوئی شعوری حکمتِ عملی موجود تھی؟

سوال۳: تبدیلی(change) کو منظّم کرنے کے لیے کون سی حکمتِ عملیاں اختیار کی گئی؟

سوال۴: داخلوں میں اس اضافے کے نتیجے میں ادارے کو کیا فائدے حاصل ہوئے؟ ان میں سے کتنا فائدہ تخلیقی سوچ thinking innovative اور سازوسامان کی بدولت حاصل ہوا؟ کیا آپ اس کی مالی قیمت value monetary کا اندازہ لگا سکتے ہیں؟

سوال۵: ڈاکٹر پٹیل کی جانب سے استعمال کی گئی انتظامی حکمتِ عملی stick managerial کے عناصر کو تفصیل سے بیان کریں۔

سوال۶: باقی ادارے کس حد تک اسی طریق کار کو اپنا سکتے ہیں؟

Power of Interior Design

Exhibit 1

(Rs. In Lakhs @)

	Stuent Intake	Income	Expenditure	Excess of Income over Exp. Income over Expd	Deprec.	Deprec lation Fund	Surplus Before Depre'	Govt. Grant Non-Plan	Transfer to Corpus Fund	Matching Grant	Total Corpus Fund
2002-03	60										
2003-04	120	692	685	8	197		205		0		
2004-05	120	840	977	-137	396		259		750		
2005-06	180	1736	1454	282	728		1010	723	1050		2917
2006-07	180	1808	1549	259	855		1114	683	1128	622	4886
2007-08	180	2123	1605	518	706		1224	683	1230	1108	6647
2008-09	261	2528	1970	557	701	704	1963*	741	1268		8469 *
2009-10	305										Expected to cross 1000
* If the contribution to Depreciation Fund is included. The institute never got more govt. grant compared to other institutes for same level of intake. Institute also charged lowest fee.								2830	5427	1730	
@ Rs. 1 Lakh= Rs. 100000											

Power of Interior Design

Exhibit 2

Intake and Compensation Package (Rs. in lakhs)

Year	Student Intake	Highest	Average
		Rs. in Lakhs	
2003-04	60	10.4	6.4
2004-05	120	10.2	7.3
2005-06	120	16.7	9
2006-07	180	22	11.8
2007-08	180	29	14.8
2008-09	261	28	10.5*
2009-10	305	28	10.6**

- Due economic slowdown, which resulted in 20-25% in package in all institutions

** On increased batch size (Note: The 2008-09 batch graduates in 2009-10).

Exhibit 3

Comparative Placement Performance

Domestic	Inst1	Inst2	Inst3	Inst4	IMP
Max	70	71	50	26	29
Ave.	17.9	16.4	12.3	13.4	14.8
Min	6.8	7	7.56	7.68	7.35
Intake					
2002	180	240	180	60	60
2003	240	300	300	120	120
2005				120	180
2008	280	300	300	180	180
Yrs. Of Operation	45	45	30	12	12
Av. Package at intake level of 2003 (i.e. Top 120 students)					17.2
Data not available for the fifth Institute					